گزشتہ سال کی زکوٰۃ نکالتے ہوئے، کس سال کی قیمت کا اعتبار ہوگا؟

ریفرنس نمبر: Aqs 1783

تاریخ: 09-02-2020

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی شخص نے پچھلے کسی سال میں زکوٰۃ ادانہ کی ہو اور کئی سالوں بعد اب ادا کرنے لگے، توزکوٰۃ ادا کرنے میں سونے کی کس قیمت کا اعتبار ہوگا؟ جس سال کی زکوٰۃ ہے، اُس سال کا یا موجودہ جس سال زکوٰۃ ادا کر رہا ہے، اس سال کی قیمت کا اعتبار ہوگا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں اس شخص کی جس سال کی زکوٰۃ رہتی ہے، اُسی سال کی قیمت کا اعتبار کرتے ہوئے وہ زکوٰۃ ادا کرے گا، موجودہ سال کی قیمت کا اعتبار نہیں ہوگا، کیونکہ صاحبِ نصاب شخص کے مالِ زکوٰۃ پر قمری سال کے اعتبار سے جس دن سال مکمل ہو، زکوٰۃ کی ادائیگی میں اُسی دن اور اُسی سال کی قیمت کا اعتبار ہوتا ہے خواہ اُسی سال ادا کرے یا کسی اور سال ادا کرے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ” تعتبر القیمۃ عند حولان الحول ۔۔۔ اذا کان لہ مائتا قفیز حنطۃ للتجارۃ تساوی مائتی درھم فتم الحول ثم زاد السعر أو انتقص فان أدی من عینھا أدی خمسۃ أقفزۃ وان أدی القیمۃ تعتبر قیمتھا یوم الوجوب “ترجمہ: (زکوٰۃ کی ادائیگی میں قمری) سال مکمل ہونے کے وقت کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا۔۔۔(مثال کے طور پر) کسی شخص کے پاس دو سو قفیز تجارت کے لیے گندم تھی، جو دو سو درہم کے برابر تھی، اس پر سال مکمل ہو گیا۔ پھر قیمت بڑھ گئی یا کم ہو گئی، تو اگر اس شخص نے اُن (گندم کے قفیز) کے ذریعے ہی زکوٰۃ نکالنی ہے، تو پانچ قفیز ادا کرے گا اور اگر قیمت کے ذریعے نکالے،

توجس دن زکوٰۃ لازم ہوئی تھی(یعنی سال مکمل ہوا تھا،)اس دن کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا۔

(الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الزکوٰۃ، الفصل فی العروض، جلد 1، صفحہ 179، مطبوعہ بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: "سونے کے عوض سونا، چاندی کے عوض چاندی زکوٰۃ میں دی جائے، جب تو نرخ کی کوئی حاجت ہی نہیں، وزن کا چالیسواں حصہ دیا جائے گا، ہاں اگر سونے کے بدلے چاندی یا چاندی کے بدلے سونا دینا چاہیں، تو نرخ کی ضرورت ہوگی، **نرخ نہ بنوانے کے وقت کا معتبر ہو نہ وقتِ ادا کا**، اگر ادا سال تمام کے پہلے یا بعد ہو **جس وقت یہ مالکِ نصاب ہُوا تھا، وہ ماہ عربی و تاریخ وقت جب عود کریں گے، اس پر زکوٰۃ کا سال تمام ہوگا، اس وقت کا نرخ لیا جائے گا۔**"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 10، صفحہ 133، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

نیز زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر کرنے کے سبب وہ گنہگار بھی ہوا، اس سے توبہ بھی لازم ہے، کیونکہ زکوٰۃ لازم ہونے کے بعد فوراً ادا کرنا لازم ہے، بلا عذر تاخیر کرنا ناجائز و گناہ ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "اب تک جو ادا میں تاخیر کی، بہت زاری کے ساتھ اُس سے توبہ فرض ہے اور آئندہ ہر سال تمام پر فوراً ادا کی جائے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 10، صفحہ 129، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

15 جمادی الاخریٰ 1441ھ/09 فروری 2020ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے